کتاب نما

Key to Al-Kahf: Challenging Materialism & Godlessness, [کلید الکھف: مادیت اور الحاد کے لیے چیلنج]، خرم مراد، عبدالرشید صدیقی۔ اسلامک فاؤنڈیشن، لسٹر، برطانیہ۔ صفحات: ۵۹۔ قیمت: درج نہیں۔

قرآن فہمی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے عظیم احسانات میں سے ایک احسان ہے۔ یہ سعادت بزورِ بازو حاصل نہیں کی جاسکتی۔ وہ جس پر اپنی عنایت کرنا چاہتا ہے، اس کے لیے سینے کو کشادہ کردیتا ہے اور قرآن کریم کی برکات سے نواز دیتا ہے۔ زیرِنظر کتاب اس یقین میں مزید اضافہ کردیتی ہے۔ یہ خرم مرادؒ کے ۱۹۸۰ء میں برطانیہ میں دورانِ قیام قرآن کریم پر محاضرات میں سے ایک محاضرہ ہے، جسے ان کے تحریر کردہ نوٹس کی مدد سے عبدالرشید صدیقی صاحب نے قیمتی اضافوں سے مدون کیا ہے۔

مقدمے میں عبدالرشید صدیقی صاحب نے اختصار سے وہ اصولِ تفسیر بھی بیان کردیے ہیں جو اس مقالے میں اختیار کیے گئے ہیں، مثلاً: ۱-تعبیر وتشریح کرتے وقت اسلام کے عمومی اُصول اور سنت رسولؐ کی روح، مزاج اور اسلامی قوانین کو سامنے رکھا جائے اور ان کے دائرے میں رہتے ہوئے قرآن کی تعبیر کی جائے۔ ۲- وہ قرآنی آیات جو کسی خاص مضمون سے تعلق رکھتی ہوں انھیں اسی مضمون سے وابستہ رکھا جائے اور ایسا کرتے وقت قرآن کریم میں تذکیر، تلاوت، تزکیہ اور تحکیم کے فرق کو سامنے رکھا جائے۔ ۳-تعبیر میں محض ندرت و جدت کے شوق میں بلاوجہ مفہوم کو کھینچا تانا نہ جائے۔ ۴-کسی بھی لفظ سے معانی کو اس کے متن اور تاریخی حوالے سے الگ نہ کیا جائے۔ ۵- زبان چونکہ ایک اہم ذریعہ ابلاغ ہے اور اس کے معانی میں تبدیلی بھی واقع ہوتی ہے، اس لیے نئے سیاق وسباق میں بھی اصل معانی کو بنیاد بنایا جائے۔ ۶- نئے سیاق وسباق کے تعلق سے غور کرنے

سے قبل تاریخی تناظر میں آیت کے اصل مفہوم کو سمجھ لیا جائے۔ ۷- اگر ضرورت کے پیشِ نظر کسی نئی اصطلاح کا استعمال مفید ہو تو یہ یقین کرلیا جائے کہ اصل معانی سے کوئی انحراف واقع نہ ہو۔ ۸- خصوصی احکامات سے عموم اخذ کیا جائے تاکہ تبدیلیِ زمانہ کے باوجود احکام کو نافذ کیا جاسکے۔

ان عمومی اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے خرم مراد مرحوم نے سورۂ کہف کے حوالے سے جو مقالہ تحریر کیا، اس کے مصادر کی تخریج کے ساتھ جن مقامات پر اضافے کی ضرورت تھی، برادرم عبدالرشید صدیقی نے انتہائی محنت سے تحقیق کے ساتھ انھیں مدون کیا ہے۔ اس حوالے سے دجّال سے متعلق احادیث کو ضمیمے میں یک جا کردیا گیا ہے، تاکہ اصل مضمون سے توجہ ہٹ کر اس طرف مبذول نہ ہوجائے۔ پہلے باب میں ایک اضافہ ہے۔ ایسے ہی دوسرے باب میں پانچویں حصے سے آٹھویں حصے تک، اور تیسرے اور چوتھے باب بھی اضافے ہیں، لیکن تحریر کو اس طرح پُرو دیا گیا ہے کہ کسی مقام پر بھی کوئی تشنگی یا خلا محسوس نہیں ہوتا۔

سورۂ کہف کی اہمیت احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے اور جمعہ کے دن اس کا پڑھنا انتہائی اجر کا باعث ہے۔ احادیث میں اس طرف بھی واضح اشارہ ملتا ہے کہ جو اس سورہ کی ابتدائی ۱۰ آیات کو پڑھے گا وہ دجّال کے اثرات سے محفوظ رہے گا۔ ایسے ہی بعض آیات میں اس کی آخری ۱۰ آیات کے بارے میں اور بعض میں محض ۱۰ آیات کے حوالے سے اہمیت بیان کی گئی ہے۔ اس سورہ کی برکات میں دجّال سے محفوظ رکھنے کی خاصیت تو پائی جاتی ہے لیکن اس سے زیادہ دجّال کے آنے سے قبل عام حالات میں اس کی اہمیت غیرمعمولی ہے اور اسی بنا پر خرم مراد مرحوم نے اسے غور کرنے کے لیے منتخب کیا۔ سورہ کے مضامین کا خلاصہ پہلے باب میں بیان کردینے کے ساتھ اس سورہ کا دیگر سورتوں کے ساتھ تعلق اور خصوصاً سورۂ بنی اسرائیل اور اس میں جو مماثلت پائی جاتی ہے اس پر علمی جائزہ پہلے باب کی خصوصیت ہے۔

سورۂ کہف کا آغاز جن کلمات سے ہو رہا ہے اور سورہ بنی اسرائیل کا آغاز جن کلمات سے ہوتا ہے ان میں ایک گہری معنوی مماثلت پائی جاتی ہے، خصوصاً توحید، ہدایتِ ربانی اور رسول کریمؐ اور انبیا کے حوالے سے ان کا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا عبد ہونا قبل اسلام کے ان تمام تصورات کی تردید کردیتا ہے جن میں انبیا یا بعض دینی شخصیات کو اُلوہیت میں شریک بنالیا جاتا تھا۔ خود ہدایت الٰہی کے

حوالے سے اس پہلو کو سمجھایا گیا ہے کہ کتابِ ہدایت کا اصل مصنف اور بھیجنے والا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ ہے۔

اصحابِ کہف کے واقعے سے آج کے حوالے سے جو پیغام ملتا ہے وہ ماحول کی آلودگی اور ظلم و طاغوت کی کثرت کو دیکھتے ہوئے دل چھوڑ کر کہیں گوشہ نشین ہوجانا نہیں ہے، بلکہ پوری استقامت اور صبر کے ساتھ مالکِ حقیقی کی طرف رجوع کرتے ہوئے کلمۂ حق ادا کرنا ہے۔ ساتھ ہی یہ پیغام بھی ہے کہ کیا واقعی ہمارے یہ اندازے کہ پانی سر سے اُوپر گزر چکا، اب اصلاح کی کوئی اُمید نہیں کی جاسکتی، اس لیے زمین کا پیٹ یا کسی غار کے مکین بن جانے میں نجات ہے درست کہے جاسکتے ہیں، یا اللہ کی مدد سے جس کے بارے بڑے صالح افراد یہ پکاراُٹھے تھے کہ متٰی نصر اللّٰہ، ہم مایوس ہوکر ظلم و طاغوت کو من مانی کرنے کے لیے آزاد چھوڑ دیں، اور اصلاح کی قوتیں اپنے آپ کو ذاتی تحفظ کے نظریے کی روشنی میں میدانِ عمل سے نکال کر گوشہ نشینی اختیار کرلیں۔

یہ مکّی سورہ یہ پیغام دیتی ہے کہ مکہ میں ہونے والے وہ تمام مظالم اور آزمایشیں جن سے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحابِ رسولؐ گزر رہے تھے، ان تمام آزمایشوں نے نہ انھیں دل برداشتہ کیا نہ وہ تنہائی کی طرف راغب ہوئے بلکہ اس امتحان نے دین کی دعوت دینے اور اس کے لیے اذیت برداشت کرنے کی لذت میں کچھ اضافہ ہی کردیا۔

اصحابِ کہف کے قصے سے ایک بات یہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کس طرح قوانینِ فطرت کو اپنی مرضی کے مطابق عموم دیتا ہے اور کس طرح بعض حالات میں استثناء کی شکل پیدا ہوجاتی ہے۔ ۳۰۰ سال تک سونے کے بعد جاگنا ایک ایسا استثنا ہے، جو مالکِ کائنات کی قدرت، قوت اور حاکمیت کی ایک دلیل اور اس بنا پر ایک آیت کی حیثیت رکھتا ہے۔

آگے چل کر حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت خضر علیہ السلام کے واقعے کا تفصیلی تجزیہ ہے جس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اللہ کے انبیا بھی تعلیمی سفر سے گزرتے رہے ہیں اور بعض اوقات بے صبری کا مظاہرہ بھی کر بیٹھتے ہیں۔ ایک عظیم رسول اور قائد کو جس طرح حضرت خضرؑ نے اسرار سے آگاہ کیا اور جس تجسس و تحقیق کے جذبے کا اظہار حضرت موسیٰؑ کے طرزِعمل کے سامنے آتا ہے اس میں اہلِ علم کے لیے بہت سے سبق ہیں۔

پھر ذوالقرنین کے واقعے کا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ ایک ایسا فرماں روا جس کی مملکت مشرق

سے مغرب اور شمال سے جنوب تک پھیلی ہوئی ہو اور اس کی فتوحات کے سامنے کسی کی مزاحمت کامیاب نہ ہوسکے، اس کا طرزِعمل فخر وامتیاز کا ہو یا حلم وخاکساری کا، وہ خادم ہو یا بادشاہ بن کر بیٹھ جائے۔ اگر اس کے پاس دولت کی کثرت ہو تو کیا وہ اسے سینت سینت کر رکھے یا اسے اللہ کی راہ میں اللہ کے بندوں کی حاجتیں پوری کرنے میں لگا دے۔

آخری حصے میں ایک بہت اہم علمی اور تجزیاتی بحث اس موضوع پر ہے کہ کیا سائنسی ترقی اور مادیت کے دور میں اس دور کے لحاظ سے زندگی گزرنے کے اصول وضع کیے جائیں یا الہامی ہدایت کی روشنی میں قرآن وسنت کے ازلی اور ابدی اصول عمل میں لائے جائیں۔ کس طرح اللہ تعالیٰ کی حاکمیت اور توحید کی روشنی میں معاشرہ، معیشت اور سیاست کی تشکیلِ نو کی جاسکتی ہے اور آج کی دنیا کو جو مادیت، انفرادیت پرستی اور ٹکنالوجی کی برتری کی غلام نظر آتی ہے، اس فکری قید سے نکال کر اسلام کے روشن اور ابدی اصولوں کے ذریعے ایک روشن مستقبل کی طرف لے جایا جاسکتا ہے۔

یہ مختصر کلمات کسی لحاظ سے بھی اس کتاب کا خلاصہ نہیں کہے جاسکتے۔ جس قلبی حرارت کے ساتھ اس تحریر کو لکھا گیا ہے اس کی حدت کو نہ صرف محسوس کرنے بلکہ اسے عمل کی بنیاد بنانے کی ضرورت ہے تاکہ نظامِ کفر وطاغوت کی جگہ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی ہدایات کو نافذ کرنے کے لیے انسانی وسائل کی تعمیر وتشکیل کی جاسکے۔ (ڈاکٹر انیس احمد)

تعلیم کی ضرورت، ڈاکٹر عبدالرشید ارشد۔ ناشر: اشاعت الحکمت، ۱۲- نیوگلشن پارک، چونگی ملتان روڈ، لاہور۔ صفحات: ۲۰۰۔ قیمت: ۱۹۰ روپے۔

زیرتبصرہ کتاب میں علم کی اہمیت، ضرورت اور دینی نقطۂ نظر سے اس کے فروغ کے لیے وسیع پیمانے پر کاوشوں کی ضرورت پر بحث کی گئی ہے۔ مصنف کو اس حقیقت کا شدت سے احساس ہے کہ مروجہ نظامِ تعلیم مسلمانوں کو غلام بنانے کی منظم کوشش ہے جو پوری کامیابی کے ساتھ مسلمانوں کو جکڑے ہوئے ہے۔ قیامِ پاکستان کے بعد اس غلام ساز نظامِ تعلیم کو اسلامی اور قومی تقاضوں کے مطابق تشکیل نہیں دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہے کہ قوم فکری اور عملی انتشار کا شکار ہے۔

کتاب کے آٹھ ابواب میں مصنف نے نظامِ معاشرہ اور تہذیبی تصورات، علم کی ضرورت،

جدید تعلیمی فکر کی بنیادوں، اسلامی تصورِ تہذیب، عملِ تعلیم کی نمو، پاکستان میں علم سے بیگانہ معاشرے کی صورتِ حال، اور تعلیم کے مقاصد پر بحث کرتے ہوئے نہایت حکیمانہ انداز میں دنیا کی مختلف تہذیبوں، ثقافتوں، نظام ہاے زندگی، اور افکار ونظریات پر تنقید کر کے، اسلامی نظامِ حیات اور دینی عقائد وافکار کو واضح کیا ہے۔ پوری کتاب میں مختلف مباحث میں یہی جذبہ کارفرما ہے کہ صحیح علم اور صحیح تعلیم و تربیت کا مؤثر نظامِ تعلیم کس طرح تشکیل پاتا ہے اور اس کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں، نیز ان خصوصیات کو کس طرح حاصل کی جاسکتا ہے۔ علمی اسلوبِ بیان نے موضوع کی مناسبت سے بعض مقامات پر بعض مباحث میں اسے فلسفۂ تعلیم کی کتاب بنا دیا ہے، تاہم مصنف کی نفسِ مضمون پر عالمانہ گرفت نے اس میں سلاست وروانی بھی پیدا کی ہے۔ ضرورت ہے کہ تعلیم و تعلم سے شغف رکھنے والے اصحابِ علم کے علاوہ، ایسی کتابیں، اُن پیشہ ورانہ تدریسی اداروں اور ان اربابِ اقتدار تک پہنچائی جائیں جو نظامِ تعلیم اور مقاصدِ تعلیم کا تعین کر کے تعلیمی منصوبے بناتے اور انھیں ملک بھر میں نافذ کرنے کے ذمے دار ہیں۔ (ظفر حجازی)

تعمیرِ پاکستان، ڈاکٹر محمد آفتاب خاں۔ ناشر: ادبیات، رحمٰن مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور۔ فون: ۳۷۳۶۱۴۰۸۔ صفحات: ۳۵۰۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

کتاب کے سرورق پر ضمنی عنوان ہے: ''مذہبی، ثقافتی محرکات: کل اور آج''۔ بقول مصنف: ''کتاب کا مقصدِ تحریر صرف یہ ہے کہ مسلمانانِ پاکستان کو بالعموم اور نسلِ نو کو بالخصوص یہ باور کرایا جائے کہ ربِ کریم نے اسلام کے نفاذ کے لیے ہمیں جو تجربہ گاہ پاکستان کی شکل میں عطا کی، اس کی قدر و قیمت اور اہمیت کو پہچانیں''۔ (ص۱۳)

تحریکِ پاکستان کے تاریخی پس منظر کے تحت تحریکِ مجاہدین، فرائضی تحریک، شمالی علاقوں میں مُلا پاوِندہ اور فقیرایپی کی جہادی اور انگریز مخالف سرگرمیوں، برطانوی استعمار کی چال بازیوں، انگریزوں کے تعلیمی نظام کے تباہ کن اثرات کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اسی طرح ہندوؤں کی مسلم دشمنی اور ان کے مقابلے میں ملّتِ اسلامیہ کے زعما (علامہ اقبال، قائداعظم اور سیدابوالاعلیٰ مودودی) کی کاوشوں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔

مصنف نے کھلے دل سے اعتراف کیا ہے کہ اس کتاب کے حصہ اوّل (ص ۲۵ تا ۱۵۲) میں شامل بیش تر معلومات پروفیسر سید محمد سلیم (م: ۲۷/اکتوبر ۲۰۰۰ء) کی کتاب تاریخ نظریہ پاکستان سے اخذ کی گئی ہیں، تاہم مصنف نے دیگر مآخذ سے بھی بخوبی استفادہ کیا ہے اور آخر میں کتابیات کی مفصل فہرست بھی دی ہے۔ دیباچہ نگار ڈاکٹر محمد وسیم اکبر شیخ کے خیال میں: مصنف ایک محبِ وطن اور دردمند دل رکھنے والے انسان ہیں اور حصولِ پاکستان کے دوران دی جانے والی جانی و مالی قربانیوں کے عینی شاہد بھی ہیں۔ انھوں نے نہایت محنت اور خلوص سے یہ یاد دلایا ہے کہ علاقائی تعصّبات اور علیحدگی پسندی اور قومیت پرستی کے رجحانات جیسے سو سال پہلے خطرناک تھے، آج بھی اسی طرح تشویش ناک اور زہرناک ہیں۔ (ص ۲۱،۲۲)

کتاب کا موضوع بہت عمدہ ہے۔ مصنف نے محنت بھی کی ہے مگر زبان و بیان کمزور ہے، اشعار میں خاص طور پر غلطیاں نظر آتی ہیں: (صفحات: ۱۱، ۱۷، ۲۵، ۲۶، ۳۶، ۳۸، ۳۹، ۴۵، ۶۲، ۶۳، ۱۳۷، ۱۵۲، ۲۶۲، ۳۳۱ اور انتساب کا صفحہ وغیرہ)۔ کتاب کی تدوین بھی ناقص ہے۔ ص ۱۰۱ کے حاشیے کی باتیں، ص ۲۲۵ پر مکرّر لکھ دی گئی ہیں وغیرہ (تھوڑی سی مشاورت یا نظرثانی سے یہ خامیاں دُور ہوسکتی تھیں) مگر بعض کمزور پہلوؤں کے باوجود مصنف کی دردمندی، راست فکری اور پُرخلوص جذبات میں کلام نہیں۔

مصنف نے ایک حاشیے میں نام لیے بغیر علامہ اقبال کے 'بعض مداحوں اور محققوں' سے شکوہ کیا ہے کہ انھوں نے علامہ اقبال اور سید مودودی کے باہمی روابط سے صرفِ نظر کر کے تاریخی حقائق سے گریز کیا ہے۔ فاضل مصنف کا یہ شکوہ اس لیے درست نہیں ہے کہ بعض نام نہاد سیکولر دانش وروں، قادیانیوں اور پرویزی مصنفین کے علاوہ کوئی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ علامہ اقبال نے مولانا مودودی کو دکن سے ہجرت کر کے پنجاب آنے کی دعوت دی تھی اور مولانا بھی علامہ سے دو تین ملاقاتیں کر کے مطمئن ہوکر مارچ ۱۹۳۸ء میں پٹھان کوٹ پہنچے تھے، مگر اس سے پہلے کہ مولانا لاہور آکر علامہ سے تجدیدِ ملاقات کرتے اور مستقبل کے علمی منصوبوں پر کچھ بات کرتے ۲۱/اپریل کو باری تعالیٰ نے علامہ کو اپنے پاس بلالیا۔ اقبال اور مودودی کے روابط پر اقبال کے آخری زمانے کے بعض ہم نشین رفقا اور خود ان کے فرزندِ ارجمند ڈاکٹر جاوید اقبال کی شہادتیں

موجود ہیں۔ کتاب پڑھنے کے لائق ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

معیشت و تجارت کے اسلامی احکام، حافظ ذوالفقار علی۔ ناشر: ابوہریرہ اکیڈمی، ۳۷-کریم بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون: ۳۵۴۱۷۲۳۳۔ صفحات: ۲۱۲۔ قیمت: درج نہیں۔

معیشت و تجارت کا شعبہ انسان کی زندگی کا ایک اہم شعبہ ہے۔ مادیت پر مبنی سوچ اور فکر نے پرانی قارونی فکر کی بنیاد پر اس معیشت و تجارت کو یوں اہمیت دی ہے کہ انسان کو معاشی حیوان کے درجہ پر فائز کر دیا ہے۔ حالانکہ انسان کی تخلیق خلیفۃ اللّٰہ فی الارض یعنی زمین پر اللہ کے نائب کی حیثیت سے کی گئی تھی اور معیشت و تجارت کو حسب ضرورت اختیار کرنے اور فروغ دینے کی اجازت دی تھی۔ اسلامی تعلیمات میں جہاں تمام شعبہ ہاے زندگی کے متعلق اصول وضوابط متعین کیے گئے وہاں معاشی و تجارتی معاملات کے بارے میں بھی قوانین اور ضوابط عطا کیے گئے۔

زیر تبصرہ کتاب میں معیشت کی اہمیت اسلام کی نگاہ میں، بیع، اس کی اقسام، بیع و سود کا تقابل اور خرید و فروخت کے اسلامی اصولوں کو کتاب و سنت کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی طرح جو اشیا فروخت کر دی جائیں ان سے متعلق کیا احکام ہیں؟ اشیا کی قیمتوں کے تعین، نقد و اُدھار قیمتوں کے حوالے سے اشکالات کا جواب دیا گیا ہے۔ کاروباری معاملات میں فریقین کو خیار (option) کا تصور اسلام نے دیا۔ خیار کی مختلف صورتیں اور خیارات کی تنسیخ جیسے مسائل پر بحث کی گئی ہے۔

اسلامی بنکاری میں اجارے کو بڑے پیمانے پر استعمال کیا جا رہا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کی عملی طور پر موجود شکلیں کیا اسلام کے اصولوں کے مطابق ہیں؟ سکوک کا کیا تصور ہے اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اسلام میں زر کیا تصور ہے اور کاغذی زر (کرنسی نوٹ) کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کرنسی نوٹ پر زکوٰۃ کے کیا احکام ہیں؟ قرضوں کی اشاریہ بندی کی کیا شرعی حیثیت ہے؟ —— یہ وہ چند عنوانات ہیں جن پر فاضل مصنف نے قرآن و سنت کی روشنی اور فقہاے کرام کی آرا کو پیش نظر رکھ کر اپنی راے پیش کی ہے۔ علماے کرام، مدارس کے طلبہ، اسلامی معاشیات سے دل چسپی رکھنے والے حضرات اور معاشی، تجارتی اداروں میں کام کرنے والے افراد کے لیے یہ کتاب ایک گائیڈ کا کام دے سکتی ہے۔ (میاں محمد اکرم)